زمانہ قدیم میں کشمیر کے مذاہب

عامر جہانگیر*

Abstract

Religions have importance in all over the world. This research article entitled "Ancient time and religions of Kashmir" is an effort to look into the growth of different religions in Kashmir. It is an attempt to explore the influence of different religions on Kashmir in ancient time. History reveals that in ancient time Kashmir was one of the most important centre of different religions like; Nagism, Hinduism, Budhism, Shivism, Rashiism, Islam, and Sikhism with their practices. Kashmir was the land of peace and harmony in ancient times, which accepted the different religions with open hearts. This research based on information obtained from secondary sources.

Key words: Ancient time, Kashmir and Religions

خلاصہ

مذاہب کشمیر کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ زمانہ قدیم میں کشمیرناگ مت، ہندومت، بدھ مت، شیومت، رشی مت، اسلام اور سکھ مت جیسے مذاہب کا گہوارہ رہاہے۔ موجودہ ریاست جموں کشمیر چار حصوں یعنی آزاد کشمیر، گلگت بلتستان، اکسائی چن اور بھارتی مقبوضہ کشمیر میں منقسم ہے اور اس میں اسلام، بدھ مت اور ہندومت کے پیرو کار موجود ہیں۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر کے حصوں لداخ میں50 فی صدبدھ مت، 47 فی صداسلام

* لیکچرر کشمیر سٹیڈیز، شعبہ بین الاقوامی تعلقات ،وویمن یونیورسٹی آزادجموں وکشمیر، باغ ۔

اور3 فی صددیگر مذاہب کے پیروکار ہیں، جموں میں66 فی صدہندومت، 30 فی صداسلام اور 4فی صدسکھ مت و دیگر مذاہب کے پیروکار ہیں، وادی میں95 فی صداسلام، 4 فی صدبدھ مت اور1فی صددیگر مذاہب کے پیروکار ہیں۔ آزاد کشمیراورگلگت بلتستان میں99 فی صداسلام او1 فی صددیگرتمام مذاہب کے پیروکار ہیں۔ یہ بات کہنے میں تو کوئی امر مانع نہیں ہے کہ موجودہ ریاست جموں کشمیرمیں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

دنیا کی تاریخ میں مختلف ادوار میں لوگ اپنے رہنے سہنے کے طریقے، ایمان اور یقین کا ایک راستہ اپناتے تھے جو بعد ازاں مذہب کا روپ دھار لیتا تھا۔ کیونکہ مذہب ہی وہ چیز ہے جو انسان کو زندہ رہنے کے لیے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اچھائی اور برائی، نیکی اور بدی، حلال اور حرام میں تمیز سکھاتا ہے۔ بنی نو انسان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اپنی تخلیق کا مقصد جان سکے، اپنے مقام کو پہچان سکے، اپنے مقام کا تعین کر سکے اور ظاہری دنیا سے پردے کے بعد اپنا رتبہ بلند کر نے کے لیے مذہب کے بنیادی عناصر کو پہچان سکے۔ قرآن پاک میں اللہ کریم کا فرمان ہے کہ 'اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں جہنم کی آگ کے عذاب سے بچا۔ ا

مذہب انسانی شعور کے لیے کار آمد ثابت ہوتا ہے تاکہ انسان کو اس حوالے سے علم ہو سکے کہ کائنات میں اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے۔ مذہب ایک احساس کا نام ہے جو کسی مقدس بالاتر اور ان دیکھی ذات کا وجود دل و دماغ میں پیدا کرتا ہے۔ مذہب ایک ازلی اور ابدی حقیقت کوتسلیم کرنے کا نام ہے جس کا تعلق انسانی زندگی کے ساتھ گہرا ہوتا ہے۔ مذہب اس جستجو کا نام ہے جو انسانی زندگی کے حقیقی مقاصد اور بنیادی اصولوں کے ادراک کے لیے کی جاتی ہے۔ مذہب بنیادی طور پر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی راستہ، طریقہ، اعتقادیا چلنے کی جگہ ہیں۔ ہندی میں مذہب کو دھرم اور انگریزی میں ریلیجن(Religion) کہا جاتا ہے۔ مذہب کے حوالے سے ارتقائی اور الحامی نظریات کو اہمیت حاصل ہے۔ بقول ساحر بخاری'مذہب انسانی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے، مذہب تقوی

اور پرہیز گاری کا درس دیتا ہے۔۲

مغربی مفکرین کے مطابق ارتقائی نظریہ سے مراد مذہب بتدریج مختلف منازل طے کرتے ہوئے تکمیل پذیر ہوتا ہے۔ مظاہر پرستی سے پہلے کا دور، مظاہر پرستی کا دور، جانوروں کو مقدس جاننے کا عقیدہ اور ان کی پوجا کرنا۔ آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کرنا، فرضی دیوتاوں کی پوجا کرنا اور بت پرستی کا عمل کرنا یہ سب مذہب کے ارتقائی نظریہ کے مختلف مراحل ہیں۔ ارتقائی نظریے کہ حوالہ سے لیاقت علی عظیم نے یوں لکھا ہے کہ 'ابتدا میں ضروریات زندگی نے اس بات کو جنم دیا ہے کہ لوگ سورج، چاند، ستارے، بارش، پھلدار درختوں کے فوائد کو دیکھ کر ان کی پوجا شروع کر دیتے تھے۔۳

ارتقائی نظریہ کی روح سے انسان جنم لیتے ہی مذہب کے تصور سے ناآشنا ہوتا ہے۔ اور مذہب کی ابتدا مظاہر پرستی سے ہوتی ہے۔ اللہ نے ہر قوم کے لیے نبی بھیجے۔ تاکہ جسمانی ضروریات کو بھی پورا کیا جا سکے۔ تمام انبیا نے توحید اور عبادت الٰہی کا درس دیا یعنی ابتدا میں ہی انسانی مذہب میں توحید کا درس تھا۔ جبکہ الہامی نظریہ کے مطابق مذہب ارتقا کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کریم نے زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا اور وحی کے ذریعے احکامات نازل کیے گویا کہ انسان پہلے سے ہی توحید پرست تھا۔ ساحر بخاری کا کہنا ہے کہ 'وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب نسل آدم روئے زمین پر پھیلتی چلی گئی تو بعض لوگ گمراہ ہو کر بے دین اور بت پرست ہوتے چلے گئے۔۳

یعنی ابتدا میں انسان توحید پرست تھا اور بعد میں گمراہ ہو ا اور بت پرستی او ر دیگر مظاہر کی پرستش میں مبتلا ہوا۔ مذہب اور تہذیب کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جہاں بھی انسانی زندگی میں سلیقہ، حسن و زیبائش نظر آتے ہی وہاں مذہب کا چرچا ضرور ہوتا ہے ہر مذہب تہذیبی ثقافتوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں تہذیب، ثقافت، تمدن اور کلچر سب پہ تمدن کی چھاپ نظر آتی ہے۔ مذہب انسان کی اولین اور اہم ترین ضرورت ہے اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ انسا نی تاریخ میں کو ئی معا شرہ تہذیب یا قو م ایسی نہیں ہے کہ جو مذہب سے با لا تر ہو۔ ساحر بخاری کے مطابق پلوٹارک نے لکھا ہے کہ 'کسی

انسا ن نے کو ئی ایسی با ت نہیں دیکھی جس میں مذہب نہ ہو۔۵

دنیا میں ہر قوم، نسل، یا طبقہ کوئی نہ کوئی مذہب رکھتا ہے۔ عالم و جاہل، شریف و بدمعاش، شاہ و گدا، افریقہ کا وحشی اور یورپ کا تعلیم یافتہ فرد اس لحاظ سے برابر ہیں کہ ان کا کوئی نہ کوئی مذہب ہے۔ کشمیر عرصہ دراز سے اتحاد، محبت اور بھائی چارے کے سبب نہ ختم ہونے والی ثقافت کی عملی مثال ہے۔ کشمیر جس طرح دنیا میں اپنی خوبصورتی کی وجہ سے مشہور ہے اسی طرح کشمیری قوم بھی اپنی خصوصیات کی وجہ سے منفرد ہے۔ جنگ کا میدان ہو یا امن کا زمانہ، علم وفن کا میدان ہو یا سیاست کا اس سر زمین کے باشندوں نے اپنی عظمت کے پرچم کو ہمیشہ بلند کیے رکھا اور عالمگیر شہرت پائی۔ کشمیر کی روح پرور فضا اتنی سحر انگیز ودلفریب ہے کہ غلام احمد مہجور پکار اٹھا۔

ندی اندی سفید نگر

دیرار سنگ مرمر

منز باگ سبز گوہر

گلشن وطن چھ سونوی۶

(یعنی میرا وطن بہت خوبصورت ہے اس کی ہر یالی اس کی خوبصورتی کا باعث ہے)

پنڈت جواہر لال نہرو کشمیر کی خو بصورتی سے متاثر ہو کر یہاں تک کہہ گیا کہ "kashmir haunted me"۷

کشمیر کی خوبصورتی کی تعریف ہر کسی نے اپنے اپنے الفاظ میں کی چاہے وہ شاعر ہو، دانشور ہو، یا پھر سیاست دان جہاں کشمیر خوبصورتی کی بدولت مشہور ہوا وہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پانچ ہزار سال پرمحیط تاریخ کشمیر اپنے اندر مختلف ادوار کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے مطابق 'تاریخ مذاہب کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کشمیر دنیا کے تمام بڑے مذاہب کے پیروکاروں کی آماجگاہ ہے۔ یہاں کے رہنے والوں نے ہر نئی مذہبی تحریک پر کشادہ دلی اورخندہ پیشانی سے لبیک کہا'۔۸ الطاف پرواز اس حوالہ سے یوں رقمطراز ہیں کہ 'کشمیر زمانہ

قدیم سے ہی علم و فضل کا گہوارہ تھا۔ لوگ حصول علم کے لیے آتے اور آ کر آباد ہو جاتے تھے۔**۹**

کشمیر کو علم و فضل کا گہوارہ ہونے کا اعزاز زمانہ قدیم سے ہی حاصل ہے۔ باشندگان کشمیر کو تہذیب و تمدن کے ابتدائی مراحل کی تکمیل اور اس خطہ کی سر گزشت کے نقوش فراہم کرنے کے لیے ہزاروں برس کا سفر طے کرنا پڑا۔ محققین آج بھی سر زمین کشمیر کے گم گشتہ رازوں اور پر اسرار واقعات کی حقیقت کو آشکار کرنے کی جستجو میں مصروف عمل ہیں۔ تحقیق کے مطابق کشمیر میں کئی مذاہب آئے اور تصوف کے کئی دبستان کھلے جن میں ناگ مت، ہندو مت، بدھ مت، شیو مت، رشی مت اسلام اور سکھ مت قابل ذکر ہیں۔

محمد دین فوق نے کشمیر کے ابتدائی حالات کا ذکر کرتے ہو ئے کہا ہے کہ'زمانہ قدیم میں کشمیر کوٹ راج کے مطابق چلتا رہا اور ابتدائی آباد کاروں میں چندرا دیو اور دریا دیو ہیں اور کوٹ راج میں ابتدائی سرداروں میں بھالو پرتاب، دسنہ نندن اور سورج ورما قابل ذکر ہیں۔ کشمیر میں 3180 ق م میں والئی جموں پورن کرن کے پوتے دیا کرن نے شخصی حکومت کی بنیاد رکھی۔**۱۰**

کشمیر کے ابتدائی آباد کار ناگ مت کے پیروکار تھے جو مظاہر فطرت کی عبادت کی تلقین کرتے تھے۔ ناگا کے جد امجد کا نام نیل ناگ تھا اور ان کی مذہبی کتاب کا نام نیلہ مت پوران تھا۔ جگ موہن اس حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں'ناگ یا ناگا کشمیر کا قدیم ترین قبیلہ تھا۔ کچھ دوسرے قبائل جن میں کھش، ڈار، بھٹہ، ڈوگر، پشاداور تانترے وغیرہ شامل ہیں یہ بعد میں ظاہر ہوئے'۔**۱۱** ہندو مت جو کہ تشدد اور معاشرتی تفریق کا نمونہ ہے ساحر بخاری نیجون کلاک کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ'ہندومت کا کوئی بانی نہیں جس نے ان کو پیغام دیا ہے۔**۱۲**

ہندو مت کی تاریخ کے حوالے سے پنڈت جواہر لعل نہرو نے کچھ اس طرح وضاحت کی ہے'اہل چین، یونان اور اہل عرب کے برعکس ہندوستان کے لوگ مورخ نہیں تھے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے اور اس نے یہ دشواری پیدار کر دی ہے کہ ہم گذشتہ واقعات کا زمانہ اور

تاریخ نہیں مقرر کر سکتے ہیں اور یہ واقعات آپس میں بھی متضاد ہیں۔ ہمارے پاس ایک کتاب ایسی ہے جسکو ہم تاریخی کتاب کہہ سکتے ہیں اور وہ ہے' کشمیر کی تاریخ' جو ہمیں ہندومت سے متعلق معلومات فراہم کرتی ہے۔[۱۳]

ہندو مت میں ذات پات کے نظام نے ایک اودھم مچا رکھا تھا اور برہمنوں سے لوگ ناخوش تھے ان حالات میں تبت کے راستے کشمیر میں داخل ہونے والے مذہب بدھ مت کو کشمیر میں اس حد تک عروج حاصل ہوا کہ بدھ مت کو بطور سرکاری مذہب قرار پایا۔ بدھ مت مذہب کم اور پیچیدہ فلسفہ زیادہ ہے۔ پی۔ این۔ کے بامزی اس حوالے سے لکھتے ہیں' گوتم بدھ نے جانشین نندانے اپنی وفات کے وقت رشی مدھانیتکا کو طلب کرتے ہوئے گوتم بدھ کی یہ پیش گوئی بتائی کہ بدھ دھرم کا اصل ارتقا ارض کشمیر میں ہو گا۔[۱۴]

اسی پیش گوئی کو پورا کرنے کے لیے رشی مدھانیتکانے کشمیر آ کر بدھ مت کی تبلیغ کی اور بدھ مت کو 12 صدیوں تک کشمیر میں عروج حاصل رہا جس کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ بدھ مت کے بعد کشمیر میں شیومت نے جنم لیا۔ اس حوالے سے سلیم خان گمی یوں رقمطراز ہیں 'کشمیر میں اسلام کی اشاعت سے پہلے انتشار کی کفیت برپا تھی۔ بدھ مت اور ہندومت کے افکار و تصورات باہم دست و گریبان تھے اس کشمکش نے شیو مت کو جنم دیا'۔[۱۵]

شیو مت کے بعد رشی مت کا دور رہا۔ اسلامی مورخین کے مطابق رشی مت کشمیر میں اسلامی اور غیر اسلامی، مذہبی اور معاشرتی عوامل کے باہمی ربط و ضبط کا نتیجہ ہے۔ رشی مت کو کشمیر کا مقامی تصوف بھی کہا جاتا ہے۔ پروفیسر عبدالواحد قریشی نے اس حوالہ سے کچھ اس طرح لکھا ہے'سید علی ہمدانی کے ہمراہ آنے والے سادات نے اسلام کی تبلیغ کی اور اسی دوران خود کشمیر میں بھی مبلغ اسلام پیدا ہوئے۔[۱۶]

کشمیر کی حدود میں داخل ہونے والا پہلا مسلمان حمیم بن سامہ تھاجو حمیم شامی کے نام سے مشہور ہوا۔ ڈاکٹر ایس ایم ناز کے مطابق 'حمیم بن سامہ راجہ داہر کے بیٹے جے سیا کو لے کر 712 ء میں کشمیر کے راجہ کے پاس کلر کہار پہنچا جو کشمیر کا حصہ تھا۔[۱۷]

کشمیر میں لوہارا خاندان کا آخری حکمران ہرش دیو بت پرستی کا بہت مخالف تھا

اور پنڈت کلہن کے مطابق مختلف منادر توڑوا کر انکی دولت ملکی اخراجات کے لیے استعمال کرتا رہا۔ اس نے اپنی فوج میں ترک مسلمانوں کو بھرتی کیا اور ترک مسلمان آفیسران کے ہمراہ امام، درویش اور مولوی تشریف لائے اور اس طرح مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ مارکو پولو اس حوالہ سے لکھتا ہے 'کشمیر میں مسلمانوں کی ایک باقاعدہ آبادی تھی وادی کے لوگ گوشت کھانا چاہتے تو وہاں کے لوگ ان کے لیے جانور ذبح کر دیتے تھے۔[۱۸]

ہندو بادشاہ سہدیو کے بعد رنچن شاہ کشمیر میں بادشاہ بنا جو بدھ مت کا پیروکار تھا۔ اس نے عبدالرحمان بلبل شاہ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا اور سلطان صدرالدین کے لقب سے حکومت کی یوں سر زمین کشمیر میں پہلی اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس کی وفات کے بعد ہندو بادشاہ حکمران بنے اور 1339 ء میں شاہ میر کشمیر کا تخت سنبھالتے ہوئے سلطان شمس الدین کا لقب اختیار کیا۔ صابر آفاقی کے مطابق' 14ویں صدی کے آغاز میں ہر چیز ہندو مت کے زوال کی نشاندہی کر رہی تھی۔[۱۹]

کشمیر میں اسلام کے ظہور اور اشاعت کے حوالے سے پنڈت پریم ناتھ بزاز نے لکھا ہے' کشمیر میں اسلام کا ظہور ایک رحمت بن کر آیا اور سیاسی، ذہنی اور روحانی طور پر ایک انقلاب برپا ہوگیا جس نے پستی میں گرے ہوئے کشمیری عوام کے ذہنوں کو بدل کر رکھ دیا۔ زندگی کے ساتھ ساتھ ان کا رویہ ہی بدل کر رہ گیا اور خود کو دوبارہ انسانوں میں شمار کرنے لگے۔ اگر چودھویں صدی میں کشمیریوں نے اسلام قبول نہ کیا ہوتا تو نامعلوم ان کا کیا حشر ہوتا۔ مسلم حکمرانی کا آغاز کشمیر کے لیے نہایت مبارک اور حوصلہ افزا ثابت ہوا'۔[۲۰]

1819 ء تک کشمیر پر مسلم حکومت رہی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر پر قبضہ کیا اور اس کے بعد کچھ سکھ جموں کشمیر میں آ کر آباد ہوئے۔ سکھ مت اصل میں ہندو مت کی اصلاحی تحریک تھی جو بعد میں مذہب کا درجہ اختیار کر گئی۔

حوالہ جات

۱۔ القران، البقرہ، آیت نمبر ۲۰۱

۲۔ بخاری، ساحر، ۲۰۰۴ء، تقابل ادیان، عبداللہ برادرز لاہور، ص ۱۱

۳۔ عظیم، لیاقت علی، *مذاہب کا تقابلی مطالعہ،* فاروق سنز پبلشرز، ۲۰۱۴ء، ص ص ۲۰،۲۱

۴۔ بخاری، ساحر، تقابل ادیان، عبداللہ برادرز لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۱۱

۵۔ بخاری، ساحر، تقابل ادیان، عبداللہ برادرز لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۱۱

۶۔ بخاری، محمد یوسف، *کشمیری زبان و ادب کی مختصر تاریخ،* اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۴ء، ص ۹۸

7. Singh, Raghbir,1983, *Kashmir Garden of Himaliyas, Time and Handson Britain,* p. 7.

۸۔ بھٹی، محمد رفیق، *مذاہب کشمیر،* میر پور پبلشرز، ۱۹۹۵ء، ص ۱۵

۹۔ پرویز، الطاف، آزادی کشمیر، راولپنڈی، زمیندار بک ڈپو، ۱۹۸۲ء، ص ۵۵

۱۰۔ فوق، محمد دین، مکمل تاریخ کشمیر، لاہور، مشتاق بک کارنر، ۲۰۰۷ء، ص ۵۳

Mohin, Jag,2006, My Frozen Terbulence in Kashmir, Allaid Publishers, pp. 53 11.

۱۲- بخاری، ساحر، تقابل ادیان، عبداللہ برادرز لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۵۳

Nehru, JewarLal,1951, Discovery of India, Jaiko Publishing House, P:653 13.

14. Bamzai, P.N.K,1996, Cultural and Political History of Kashmir, vol. I, Gulshan Publishers, P:7

۱۵۔ گمی، سلیم خاں، کشمیر ادب و ثقافت، یونیورسل بکس لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۴۱

۱۶۔ قریشی، عبدالواحد، تاریخ میر پور کا اہم دور، یونس پرنٹر، پبلشرز، ۲۰۰۵ء، ص ۵۸

۱۷۔ ناز، ایس۔ایم، تصویر کشمیر، مقبول اکیڈمی، لاہور پبلشرز، ۲۰۰۷ء، ص ۲۳۸

18. The Travel of Marco Polo,1964, the penguin England, P:48

۱۹۔ آفاقی، صابر، تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں، سنگ میل پبلشرز لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۳۲

۲۰۔ بزاز، پریم ناتھ، تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، ویری ناگ پبلشرز، میر پور، ۱۹۹۲ء، ص ۵۰